سدرہ اشرف
ریسرچ اسکالر
شعبۂ اردو، جامعہ کراچی
ڈاکٹر سہیلا فاروقی
سابق استاد
شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

امیر مینائی کا غیر مطبوعہ ترجیع بند

ABSTRACT

Unpublished "Tarjee Band" of Ameer Menai
By Sidra Ashraf, Research Scholar, Department of Urdu, University of Karachi.
Dr. Sohaila Farooqui, Retired Professor, Department of Urdu, University of Karachi.

Ameer Ahmad Ameer Meenai was a poet of Urdu and Persian.He is also known as a lexicographer, sufi, scholar, editor, prose writer, translator.He wrote poetry in almost every genre including ghazal, na'at, qasida,masnavi, tarkib band and tarji band. In a tarji band,a specific line (tape-line)is repeated at the end of each stanza.This Tarji band consists of 20 stanza and wach stanza has 6 line after which,a couplet is repeated.This sestina has been written in the honour of His excellency Nawab Rampur Culb Ali Khan. Though unpublished, this beautiful poetic expression is securely possessed by Israel Meenai.In these verses the beauteous scene of vestment of Nawab Rampur Culb Ali Khan has been portrayed.The elegant decor and garniture also have been picturized eloquently. Furthermore, this manuscript written in simple and coherent style is a memorial of era of Ram Pur.

Key words: Ameer Menai, Unpublished, Tarjee band, Nawab Yousuf Ali Khan, Nawab Kalb-e- Ali Khan, Rampur,

امیر مینائی کا نام اردو ادب میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔غزل گوئی میں تو کم وبیش تمام شعرا نے طبع آزمائی کی ہے لیکن نعت جیسی مشکل صنف میں ناموری حاصل کرنا امیر مینائی کا فن ہے اور وہ اپنی شہرت کا سبب بھی اسی صنف کو سمجھتے ہیں۔

میری شہرت کا سبب مدحِ پیمبر ہے امیرؔ
ورنہ ارباب سخن میں میرا رتبہ کیا ہے

آپ کو دنیائے ادب میں دو حیثیتوں سے ہی جانا جاتا ہے ایک غزل گوئی اور دوسرا نعت نگاری جب کہ آپ جامع الکمالات شخصیت کے مالک تھے۔[۱] آپ نے بیک وقت طب، موسیقی، لغت نگاری، تذکرہ نویسی، مثنوی، قصائد، ہیئت، نجوم، رمل اور جفر پر طبع آزمائی کی۔[۲] کو اردو، فارسی، عربی اور ہندی پر عبور حاصل تھا۔ آپ کی ذات کے بے شمار پہلو ہیں اور ہر پہلو اپنے اندر علمیت کا انمول خزانہ لیے ہوئے ہے۔

امیر احمد امیر مینائی ۱۶ شعبان ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۹ عیسوی میں پیدا ہوئے۔[۳] آپ کے والد کا نام شیخ کرم محمد مینائی تھا۔ ابتدائی تعلیم لکھنؤ سے حاصل کی۔ شاعری میں اس وقت کے استاد میر مظفر علی اسیرؔ سے اصلاح لی۔[۴] اسیرؔ کے توسط ہی سے واجد علی شاہ کے دربار تک رسائی حاصل ہوئی۔ ۱۲۷۱ھ میں واجد علی شاہ کی معزولی اور ہنگاموں کی وجہ سے امیر نواب یوسف علی خان والی ریاست رام پور کی فرمائش پر رام پور آ گئے ولی عہد نواب کلب علی خان کا دور امیر کی زندگی کا بہترین دور رہا اور پھر ۴۳ سال رام پور میں عزت و آبرو سے بسر ہوئے۔[۵] اخیر عمر میں سفر حیدر آباد دکن کیا، وہیں بیمار پڑ کے ۱۹/ جمادی آخر ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء کو انتقال فرما گئے۔[۶]

یوں تو امیر مینائی کو غزل اور نعت گو کی حیثیت سے جانا جاتا ہے لیکن انھوں نے دیگر اصناف میں بھی یادگار ادبی فن پارے تخلیق کیے ہیں۔ ''سرمۂ بصیرت'' نامی کتاب میں آپ نے عربی اور فارسی کے وہ الفاظ جو زبانوں پر غلط چڑھ گئے تھے ان کی تصحیح اہل زبان کی بول چال کے مطابق کی، اسی طرح ''بہارِ ہند'' اردو کے محاورات و مصطلحات کا مجموعہ ہے جس میں ایک ایک محاورے کی سند میں اساتذہ کا کلام پیش کیا گیا ہے۔[۷] اسی طرح آپ نے مثنویات اور قصائد بھی لکھے۔ ابر کرم، نور تجلی، قصہ یہودی، قصہ اویس قرنی قابل ذکر مثنویات ہیں۔ مسدس، ترجیع بند، ترکیب بند، واسوخت، دوہے، پہیلیاں غرض وہ کون سی صنف ہے جس میں آپ نے اپنا حصہ نہ ڈالا ہو۔ آپ کے بڑے کارناموں میں ''تذکرہ انتخاب یادگار'' اور ''امیر اللغات'' قابلِ ذکر ہیں۔ آج اس مضمون میں بھی ایک اہم ترجیع بند کا ذکر ہے جو کہ نواب کلب علی خان کی تاج پوشی کے موقعے پر لکھی گئی۔

ترجیع بند کی تعریف:

ہیئت کے اعتبار سے نظم میں ترجیع بند ایک خاص اہمیت کی حامل ہے۔ یہ ایسی نظم ہوتی ہے جس کے ہر بند کا آخری مصرعہ یا شعر بار بار رجوع کرتا ہے یعنی من و عن دہرایا جاتا ہے جسے ٹیپ کا مصرعہ یا شعر کہا جاتا ہے۔[۸] نظیر اکبر آبادی کی بے شمار نظمیں اسی ہیئت میں ہیں۔ بسنت، دنیا، بنجارہ نامہ، برسات کی بہاریں وغیرہ۔ اگر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہو اور پانچواں مصرع دہرایا جائے تو مخمس ترجیع بند اور اگر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہو اور چھٹا مصرعہ دہرایا جائے تو مسدس ترجیع بند کہلاتا ہے۔ ہر چند مخمس اور مسدس ترجیع بندوں کی روایات بڑی مضبوط ہے مگر اساتذہ کے ہاں مربع، مسبع اور مثمن ترجیع بند کی

خاصی مثالیں موجود ہیں۔[9]

خارجی شواہد:

امیر مینائی کی لکھی ہوئی یہ نظم بھی مسدس ترجیع بند کی ہیئت میں ہے۔ یہ نسخہ نبیرہ امیر مینائی جناب اسرائیل احمد مینائی کی ملکیت تھا۔نسخہ مجلد تھا، کاتب نے خوشنما خط نستعلیق میں اسے رقم کیا تھا۔ سیاہ روشنائی سے ترجیع بند کو تحریر کیا گیا تھا اور عنوانات کے لیے سرخ روشنائی کا استعمال کیا گیا ہے۔نسخہ آغاز سے انجام تک مکمل ہے، ہر طرح کی آب رسیدگی اور کرم خوردگی سے محفوظ ہے۔سرخ اور سیاہ روشنائی سے حاشیے کھینچ کر اشعار لکھے گئے ہیں۔ ہر صفحے پر تین بند ہیں۔نسخے کے ہر صفحے پر ترک کا التزام کیا گیا ہے۔نسخے کے آغاز میں مخروطی لوح بنا کر اس میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا گیا ہے۔ترجیع بند (دس ضرب سترہ) کے تیرہ صفحات پر مشتمل ہے۔مثنوی کے آغاز میں بسم اللہ کے بعد ''ترجیع بند تہنیت خلعت پوشی جناب ولی عہد بہادر دامہ اقبالھم'' لکھا ہے۔نسخے پر کاتب کا نام رقم نہیں ہے اور نہ سن تصنیف لکھا ہے۔نسخے کو محفوظ کرنے کے لیے اس کی خوب صورت جلد بندی بھی کی گئی ہے۔

ترجیع بند کا زمانہ تصنیف:

ترجیع بند کے نسخے پر کاتب نے کسی قسم کی کوئی تاریخ نہیں لکھی ہے اور نہ ہی امیر مینائی نے اس نظم کے کسی مصرعے یا شعر میں کسی تاریخ تصنیف کا حوالہ یا اشارہ دیا ہے لیکن چوں کہ ولی عہد نواب کلب علی خان جو اپنے والد نواب یوسف علی خان کے بعد مسند نشین ہوئے، تاریخی حقائق وشواہد کی رو سے اس نظم کا زمانہ تصنیف وہی سمجھا جائے گا جو نواب کلب علی خان کی مسند نشینی کا زمانہ ہے۔صاحب تاریخ اردو ادب نے تحریر کیا ہے کہ نواب کلب علی خان نے ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۵ عیسوی میں اپنے والد کی جگہ حکومت کی باگ دوڑ سنبھالی[10] تو ایک محتاط اندازے کے مطابق اس نظم کا سنہ تصنیف ۱۸۶۵ء ہے۔

ترجیع بند کا املا:

اس نظم کا املا بہت قدیم نہیں ہے۔ پڑھنے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آتی۔کاتب ہائے مخلوط اور ہائے ہوز میں فرق نہیں کرتا۔دکھلا کو ''دکہلا'' اور نہار کو ''نھار'' رکھتا ہے۔ یائے معروف اور یائے مجہول میں بھی کوئی فرق نہیں، اسی طرح نون غنہ اور اعلان نون میں بھی کوئی امتیاز نہیں۔کیوں کو ''کیون'' لکھا گیا ہے۔الفاظ کو ملا کر لکھنے کا رجحان زیادہ ہے مثلاً قدموں پر کو ''قدمونپہ'' اور ہونٹوں پر کو ''ہوٹہونپہ'' لکھا گیا ہے۔کاتب کی تحریر صاف نستعلیق ہے اور صفحے کے اطراف اور درمیان میں سرخ روشنائی سے حاشیے کھینچ کر اسے دیدہ زیب بنایا گیا ہے۔

ترجیع بند کا متن درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجیع بند تہنیت خلعت پوشی جناب ولی عہد بہادر دامہ اقبالھم

لازم ہے شکرِ رب ہوا یہ آشکار جشن عشرت ہو صبح شام تو لیل ونہار(۱۱) جشن
ہو کیوں(۱۲) نہ رونقِ چمنِ روزگار جشن گلزار(۱۳) ہے زمانہ تو فصل ِبہار جشن
دکھلا رہا ہے قدرتِ پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن
اللہ کیا رئیس وریاست کی دھوم ہے حاتم سے بڑھ کے جود وسخاوت کی دھوم ہے
گھر گھر خوشی ہے عیش کی عشرت کی دھوم ہے یہ سب ولیِ عہد کے خلعت کی(۱۴) دھوم ہے
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن
آراستہ ہے بزم طرب، قصر جاہ میں کیا قدرِ جشن جسم سمائے نگاہ میں
ساماں تمام عیش کے ہیں بزم گاہ میں چرچا ہےآسماں پہ یہ خورشید وماہ میں
دکھلا رہا قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن
چاروں طرف یہ مجمع اہلِ فرنگ ہے کہتی ہیں آنکھیں دامن نظّارہ تنگ ہے
جمشید دیکھ دیکھ کے حیرت سے دنگ ہے کیا شوخ آج گلشن عشرت کا رنگ ہے
دکھلا رہا قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن
عدل وسخا سےآج تونگر فقیر ہیں محتاج جتنے تھے وہ امیر الامیر ہیں
سامان ہیں جو آج وہ سب بے نظیر ہیں حکام رونقِ چمنِ بے نظیر ہیں
دکھلا رہا قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن
جاری ہے حکم عام زبان حضور سے معمور ہرمکانِ ریاست ہے نور سے
آئی ہے خلق دیکھنے کو دور دور سے موسیٰ سے کہہ دو وہ بھی اتر آئیں طور سے
دکھلا رہا قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن
قصر بلند جلوہ گہہ کوہِ طور ہے جلوہ وہ ہے کہ فرش سے تا عرش نور ہے

محفل وہ ہے کہ جس کی ضیادور دور ہے ہر شے میں نور صنعت حق کا ظہور ہے
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

محفل میں آتے ہیں جو حسینانِ گل بدن پھولے ہوئے ہیں چمن میں چمن چمن
مرغان خوش نوا ہیں مگر یہ دم سخن دیتے ہیں یوں چٹک کے صدا غنچہ دہن
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

ہیں اہل رقص صورت طاؤس جلوہ گر سارنگیوں کی چھیڑ ہے طبلوں کی(۱۵) تھاپ پر
گھونگرو پکارتے ہیں یہ قدموں پہ رکھ کے سر ہاں ہاں میں ہاں ملائیں مجیرے ادھر ادھر
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

مطرب ہزار ہا ہیں نوا ساز سیکڑوں ہیں نغمہ سنج زمزمہ پرداز سیکڑوں
ہیں گرم رقص شاہدِ طناز سیکڑوں یوں تار بولتے ہیں ہم آواز سیکڑوں
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

زہرہ بھی مشتری ہو وہ صاحب جمال ہیں چلتے ہیں اس ادا سے کہ دل پائمال ہیں
چہرے خوشی سے صورت یاقوت لال ہیں ٹپے ستم کے ہیں تو غضب کے خیال ہیں
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

ہے جو حسیں وہ رشک بتان فرنگ ہے ہونٹوں پہ ہے ہنسی تو دلوں میں امنگ ہے
دلکش صدائے بربط وآوازِ چنگ ہے کیا راگ کا بندھا ہوا محفل میں رنگ ہے
دکھلا رہاہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

سامان عیش جتنے ہیں سب بے قیاس ہیں خدمت گزار جتنے ہیں زرّیں لباس ہیں
خلعت سے سرفراز ہیں جو آس پاس ہیں ممتاز سات پانچ نہیں سو پچاس ہیں

دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

تقسیم ہوتی جاتی ہے خلعت ہزار ہا ہوتے ہیں اسپ وفیل عنایت ہزار ہا
گوٹے کے ہار ہیں دم رخصت ہزار ہا توروں کے خوان ہیں پئے دعوت ہزار ہا
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

شاید شریک بزم ہوا پیر ِآسماں پائی جو آفتاب کی دستار زرفشاں
گلرنگ ہے دوشالہ نہیں یہ شفق عیاں گوٹے کا ہار دوش پہ اس کی ہے کہکشاں
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

بازار وشہر غیرت گلزار ہیں تمام گلشن ہر اک مکاں ہے معطر ہر ایک شام
رقص وغنا کی دھوم ہے ہر جا ہر اک مقام چلتے ہیں جابجا مے عیش وطرب کے جام
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

ہر کوچہ شہر میں نظر آتا ہے ناچ گھر ہیں پردہ ہائے ساز غنا پردہ ہائے در
باتوں سے رنگ عیش ٹپکتا ہے سر بسر تار نفس سے بھی ہیں عیاں نغمہ ہائے تر
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

راتوں کو روشنی ہے چراغاں ہے جابجا پھولوں کے ہیں جو ڈھیر گلستاں میں جابجا
رقاص ہیں کہ مور خراماں ہیں جا بجا قوال ہیں کہ مرغ خوش الحان ہیں جابجا
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

آتی ہے آسمان وزمیں سے یہی صدا یارب یہ جاہ وحشمت و اقبال ہو سوا
جوڑے ہزاروں سیکڑوں خلعت کیے عطا بخشا وہ گنج زر کہ تونگر ہوئے گدا
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

مسند نشیں یہ فضل خدائے قدیر ہے　　وہ دستگیر جس کا خدا دستگیر ہے
عالم ہے خیر خواہ وہ دعا گو امیرؔ ہے　　لکھتا ہے جب ثنا یہ قلم کی صریر ہے
دکھلا رہا ہے قدرت پروردگار جشن
یہ ایک جشن کیا کہ مبارک ہزار جشن

امیر مینائی کی یہ نظم ۲۰ بندوں پر مشتمل ہے اور یہ نواب کلب علی خان کی خلعت پوشی کے موقعے پر لکھی گئی ترجیع بند کا زبان و بیان بہت ہی خوب صورت ہے موقعے کی مناسبت سے شاہانہ وقار کو بیان کرنے کے لیے انداز بھی شاہانہ ہی اپنایا گیا ہے نادر تشبیہات کا استعمال یہ بتاتا ہے کہ مثنوی بہت دل سے لکھی گئی ہے اگرچہ مختصر ہے لیکن جامع ہے۔ جہاں روشنیوں کا ذکر ہے وہاں لکھنوی انداز نمایاں ہے کہ موسیٰ کوہ طور سے اتر رہے ہیں حسینان گل بدن کا ذکر ہو تو خالص لکھنؤ کے شاہی درباروں کی جھلک ہے دعائیہ انداز ہو تو دہلوی چمک نظر آتی ہے لیکن فضا وہی رام پور کی ہے جس کے دامن میں لکھنؤ اور دہلی بیک وقت سمایا ہوا ہے۔ ترجیع بند پڑھ کر نگاہوں کے سامنے طلسماتی فضا بندھ جاتی ہے محسوس ہوتا ہے کہ طلسم ہوشربا کا شہنشاہ دربار عام سجائے دعوت عام دے رہا ہے غرض اس ترجیع بند میں امیر مینائی غزل کی دنیا سے بالکل مختلف نظر آتے ہیں نظم پر مثنوی کا ماحول طاری ہے لیکن پڑھنے کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔

ترجیع بند کی مختصر فرہنگ

اسپ:	(ف، مذ)	گھوڑا
بذل:	(ع، مث)	سخاوت، انعام
تہنیت:	(ع، مث)	مبارک باد
جاہ:	(ف، مث)	رتبہ، شان و شوکت
چنگ:	(ف، مذ)	ایک باجے کا نام ہے
خلعت:	(ع، مذ)	لباس، جوڑا، جو بادشاہ یا امراء کسی کو انعام کے طور پر دیتے ہیں۔
دستگیر:	(ف، مذ)	مددگار، معاون
دہن:	(ف، مذ)	دہان کا مخفف، منہ، چہرہ
زرفشاں:	(ف، صف)	چمکیلا، سنہری
زمزمہ:	(ع، مذ)	راگ، نغمہ
صریر:	(ع، مث)	قلم کے لکھنے کی آواز

صنعت:	(ع،مث)	کاریگری
طناز:	(ع،مذ)	رمز و کنایہ میں باتیں کرنے والا، ناز و ادا دکھانے والا
طاؤس:	(ع،مذ)	ایک خوشنما پرندے کا نام،مور
قصر:	(ع،مذ)	محل
گنج:	(ف،مذ)	خزانہ
مجیرے:	(ہ،مذ)	چھوٹی چھوٹی پیتل کی کٹوریاں جو طبلے کے ساتھ تال دینے کے لیے دونوں ہاتھوں سے بجاتے ہیں۔
مرغانِ خوشنوا:	(ف،مذ)	خوب صورت آوازوں والے پرندے
نغمہ سنج:	(ع،مذ)	اچھا گانے والا

حواشی

(۱) ڈاکٹر آفتاب احمد صدیقی، صہبایے مینائی (ڈھاکا مشرقی پاکستان: مطبوعہ عارفین پریس، ۱۹۲۴ء)،ص ۱۳
(۲) جلیل مانک پوری، سوانح امیر مینائی (حیدرآباد دکن: مطبع سیّدی دارالشفاء، ۱۳۴۷ھ)،ص ۱۱
(۳) ابومحمد سحر، مطالعۂ امیر (لکھنؤ: نسیم بک ڈپو، ۱۹۶۵ء)،ص ۷۹
(۴) امیر احمد علوی، طرۂ امیر (لکھنؤ: انوار المطابع، ۱۹۲۸ء)،ص ۳۴
(۵) رام بابو سکسینہ، تاریخِ اردو ادب، (لاہور: گلوب پبلشرز، ۱۹۶۷ء)،ص ۳۴۰
(۶) ابومحمد سحر، مطالعۂ امیر،ص ۱۱۰
(۷) ڈاکٹر آفتاب احمد صدیقی، صہبائے مینائی، محولہ بالا،ص ۲۵۴
(۸) رفیع الدین ہاشمی، اصنافِ ادب (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)ص ۹۴
(۹) ڈاکٹر محمد علی خان/ اشفاق احمد ورک، اصنافِ نظم و نثر، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران، س ن)ص ۱۴۲
(۱۰) رام بابو سکسینہ، تاریخِ اردو ادب،ص ۳۳۹
(۱۱) مصرعے میں ''نہار'' لفظ ہائے مخلوط سے ہے: نھار
(۱۲) نون اور نون غنہ میں بھی کوئی فرق نہ تھا کیوں کو ''کیون'' لکھا گیا ہے۔
(۱۳) گ میں بھی ایک ہی مرکز لگایا گیا ہے گلزار کو کلزار لکھا گیا ہے۔
(۱۴) یائے معروف اور یائے مجہول میں ھی کوئی امتیاز نہیں ملتا۔
(۱۵) الفاظ ملا کر لکھنے کا رجحان تھا ''طبلوں کی'' کو ''طبلونکی'' لکھا گیا ہے۔

ماٰخذ:

(۱) خان، محمد علی/اشفاق احمد ورک، اصنافِ نظم و نثر، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران، س ن
(۲) سحر، ابو محمد، مطالعۂ امیر، لکھنؤ: نسیم بک ڈپو ۱۹۶۵ء
(۳) سکسینہ، رام بابو، تاریخ اردو ادب، لاہور، گلوب پبلشرز ۱۹۶۷ء
(۴) صدیقی، آفتاب احمد، صہبائے مینائی، ڈھاکا: عارفین پریس، ۱۹۲۴ء
(۵) علوی، امیر احمد، طرۂ امیر مینائی، لکھنؤ: انوار المطابع، ۱۹۲۸ء
(۶) مانک پوری، جلیل، سوانح امیر مینائی، حیدرآباد دکن: مطبع سیّدی دارالشفاء، ۱۳۴۷ھ
(۷) ہاشمی، رفیع الدین، اصنافِ ادب، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء